

# امریکہ کی جانب مسلمانوں کی هجرت

جیمن آئنی اسمٹھ



**آج** امریکہ کی ہواں اور فشاوں میں رج بس جانے والے مسلمان مختلف تحریکوں اور تحریکات کی نمائندگی کرتے ہیں؛ مثلاً مہاجر اور مقامی، سنی اور شیعہ، قدامت پسند اور آزاد خیال، مقلد اور غیر مقلد۔ امریکہ کی جمیع آبادی میں مسلمانوں کی موجودہ قومی تعداد بتانا تو مشکل ہے تاہم ان کی آدمی آبادی مہاجرانوں کی بیلی، دوسری یا تیسرا نسل سے تعقیل رکھتی ہے۔ ان افریقی علاقوں میں جو ۱۸ اور ۱۹ اویں صدی میں زریعہ مزروں کی حیثیت سے جنوبی امریکہ آئے تھے، چند مسلمان بھی تھے، ان میں سے بھی حصہ چند ہی اسلامی تخصص قائم رکھ سکے۔ چنانچہ داشوران اسلامی اب انہی مسلم مہاجرین پر قوجہ مرکوز کرتے ہیں جو ایسویں صدی کے اوپر میں شرق و سطح سے مغرب آئے۔ امریکہ کے یہ مسلم تاریخیں ہلنٹھن تیاں اوار میں من درمون آئے۔ موصلیں ان ادوار کو لہر سے تعبیر کرتے ہیں تاہم یہ اصلاح معنوی لحاظ سے تنازع فیر رہی ہے۔ تاریکین کے اوپرین قائلے جو ۱۸۱۸ اور ۱۹۱۲ کے درمیان امریکہ میں موجودہ دور کے لہذاں، شام، اردن، فلسطینی اتحاری اور اسرائیل کے دیہی علاقوں سے تخلیق رکھتے ہیں۔ وسیع تر شام کہا جانے والا یہ علاقہ ان دونوں ملتی سلطنت کے زیر نگلیں تھا۔ ان مہاجرین میں اکثریت عیساویوں کی تھی گوکہ ان میں مسلم گروہ بھی شامل تھا۔ روزی روئی کی علاش میں سرگروں ایں یہ مجرد نوجوان ایک مدت مدیہ سکھ مردوں یا تا جو کی حیثیت سے کام کرتے رہتے تاکہ اتنا ضرور کامیں جس سے ان کے خاندان کی معاشی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔ کچھ ترک، ہوچ میں جو بھرتی سے بچتے کی خاطر بیاں آبے تھے۔ رفتہ رفتہ لوگ شریقی امریکہ، مڈل ویسٹ اور برا کا مل کے سالنی علاقوں میں آباد ہوتے گئے۔

کوئا مقرر کر کے، ترک وطن کی دوسری لہر کے پھیلاؤ پر جلد ہی قابو پالیا۔ اس کوئا ستم کے تحت ان غیر ملکیوں کو ہی امریکی شہری تصور کیا گیا تھا جو ۱۸۹۰ سے ۱۹۳۰ کی تھت، بعد میں یہ تحدید ۱۹۲۰ تک کرو گئی تھی۔ اس ستم کے تحت، ۱۹۳۰ کی دہائی کے دوران مسلمانوں کا امریکہ میں نقل وطن بس برائے نام رہ گیا۔ اس عرصے میں نقل وطن ان افراد تک محدود ہو کر وہ ۱۹۲۳ میں پاس ہونے والے ایک نئے امریکی ایگریڈیشن قانون نے، اصل شہریت کی بنا دیر

**امریکی قانون اور ترک وطن کی لہریں**  
پہلی عالمی جنگ کے خاتمے کے بعد، سلطنت عثمانیہ کے سقوط نے، مسلم شرق و سطح سے ترک وطن کی ایک دوسری لہر پیدا کر دی۔ شرق و سطح میں یہ عبد مغربی نوآبادیت کا تھا جو میمنیذیت (کسی ملک کو عارضی طور پر کسی ریاست کی تجویں میں دے جانے کی اصلاح کو میمنیذیت کہتے ہیں) کے ذریعے باud عرب پر حکومت کی خواہاں تھی۔ جنگ نے لبنان میں وہ ظیم تباہی مچائی کہ کچھ تو محض اپنی جان بچانے کے لئے ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ مسلمانوں کی خاصی تعداد نے سیاسی نیز معاشی اسباب کی بنا پر دیار مغرب میں جانشینی کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن لوگ تو طبل ما لوف کو چھوڑ کر ان عزیز و بنیہاں پلے آئے جو ان سے کہیں قبل ہجرت کر کے امریکہ میں بس چکے تھے۔



انیسوں صدی کے آخری برسوں میں کافی لوگوں نے شام سے ہجرت کر کے نیویارک میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ تبلوین گوگ نے اپنی اس پینڈگ میں ۱۸۹۰ کالوڑ میں ہنر کے وشنگٹن اسٹریٹ کا وہ نظارہ پیش کیا ہے جس میں شامی مہاجرین کی روزانہ زندگی کی ایک جھاک بیکھی جل سکتی ہے۔

گیا جن کے اعز اپلے سے ہی امریکہ میں رہ رہے تھے کیونکہ انہیں اس ستم کے تحت ترجیح دی گئی تھی۔ اس وقت تک امریکہ میں رہنے والے مہاجرین کو یا احساں ہو چکا تھا کہ طبعاً وہاں میں ایک خیال خام ہے اور یہ کہ امریکہ میں انہیں اپنا خاندان آباد کرنا ہو گا جو انہیں ہر چنان روایتی خاندانی تعاون دے سکے۔

